خطبات خواجہ شمس الدین عظیمی

عرس مبارک 2008 کے موقع پر عرس کارکنان سے خطاب

ACD 169

Track - 1

40:00

"حضور قلندر بابا اولیائؒ اس امانت کے امین ہیں جس کو کائنات میں کوئی مخلوق نہیں اٹھاسکی"

سورۃ الفاتحہ......

بسم اللہ ......

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاولا تفرقوا...

پیارے بچو، عزیز دوستو، محترم خواتین و حضرات ، بزرگو ... میں اور آپ سب اس وقت اللہ کے دوست ، ابدال حق حضور قلند بابا اولیائؒ کی عرس کی تقریبات کے سلسلے میںجمع ہوئے ہیںاور ہم سب صرف زیارت کے لئے جمع نہیں ہوئے بلکہ ہم نے اپنے اوپر خود ساختہ مہمان نوازی کی ایک ذمہ داری قبول کی ہے کہ اللہ کے دوست کی زیارت کے لئے اور عرس کی تقریبات میں شریک ہونے کے لئے دور دراز شہروں اور غیر ممالک سے جو حضرات و خواتین تشریف لائیں گے ہمیں ان سب کی میزبانی کے فرائض انجام دینے ہیں۔یعنی حضور قلندر بابا کے قائم مقام ہم نے ان کے مہمانوں کو خوش آمدید کہنا ہے اور ان کی آسائش و آرام ، خورد و نوش اور ان کے احترام و عزت کے لئے نہ صرف ایک پروگرام ترتیب دینا ہے بلکہ جو پروگرام ترتیب دیا جاچکا ہے اس پروگرام کو خوشدلی کے ساتھ اخلاق کے ساتھ ، محبت کے ساتھ اور میزبان کی حیثیت سے اس کو پورا کرنا ہے۔ آپ نے سنا ہوگا ... یک لمحہ طاعت اولیاء ... بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا۔ فارسی کا شعر ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ایک لمحہ اولیاء اللہ کی صحبت میں بیٹھناسو سالہ عبادت کے برابر ہے۔یہ ہم جو عبادت کرتے ہیں۔ عبادت کا جو منشاء ہے وہ اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے کہ ہم ذہنی طور پر اور فہم و فراست کے طور پراللہ سے قربت کا احساس ہمارے اندر اجاگر ہو۔جتنے اولیاء اللہ ہیں... یک لمحہ طاعت اولیاء ... بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا۔ ایک کسی ولی کی صحبت میں بیٹھنایا کسی ولی کی تعلیمات کا پرچار کرنایا کسی ولی کی اخلاق و عادات کی پیروی کرنایہ عبادت کی طرح ایک عمل ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو عزیز رکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں سے ، اللہ تعالیٰ سے قریب رہنے والوں سے محبت کرتاہے۔محبت زبانی بھی ہوتی ہے۔ محبت دلی بھی ہوتی ہے۔ اور ہمیںمحبت کا اظہار بھی کرنا پڑتا ہے۔آپ کسی سے محبت کریں اور اس سے

کبھی اظہار محبت نہ کریںاس کو کیا پتہ کہ آپ اس سے محبت کررہے ہیں یا
نہیں کررہے ہیں۔اگر پتہ بھی ہے تو یہ،ہر آدمی محبت کا اظہار چاہتا ہے۔
جیسے ماں باپ ہیں۔ ہر اولاد ماں باپ سے یہ چاہتی ہے کہ ماں باپ اس کے
ساتھ محبت کریں۔ماںباپ دیکھ بھال کریں۔ اچھے سا اچھا لباس پہنائیں۔بہتر سے
بہتر کھانا کھلائیں۔اگر وہ اپنے بچوں سے پیار اور محبت نہ کریںتو آپ سب یہی
کہیں گے کہ اس اولاد کی تربیت ناقص رہ جائے گی۔جس طرح بچے کی خدمات
پوری کرنی ہے اسی طرح بچے کی بڑی خدمت یہ بھی ہے کہ اس کے ساتھ پیار
کیا جائے اس کے ساتھ محبت کیا جائے۔اس کو سینے سے لگایا جائے۔اب دیکھیں
چھوٹے بچے ہوتے ہیں۔ کوئی ضروری نہیں ہے ماں باپ ہوں بڑے بہن بھائی
ہوں۔ کوئی بھی آدمی جب بچے کو دیکھتا ہے وہ اسے پیار کرتا ہے۔ اس کو گود
میں اٹھاتا ہے ۔ اس کو سینے سے لگاتا ہے۔اس کے ساتھ بچپن جیسی باتیں کرتا
ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ہم بچے کی طرف متوجہ ہوتے ہیںتو ہمیں
یکسوئی حاصل ہوجاتی ہے اور ہمارے اندر بچے کے خصائل ،عادات منتقل ہوجاتی
ہیں۔اگر ہمارے اندر بچے کے خصائل اور اس کی عادات منتقل نہ ہوں تو ہم بچے
کے سامنے زبان نہیں نکالیں گے بار بار باؤلوں کی طرح۔ہم بچوں کے ساتھ ایسی
گفتگو نہیں کریں گے جس گفتگو کا کوئی سر پیر ہی نہیں ہوگا۔اس کو کبھی
اچھالتے ہیں۔ کبھی منہ بناتے ہیں۔ کبھی زبان نکالتے ہیں۔اس بچے کو کیا پتہ کہ
میرے ساتھ کیا کیا جارہا ہے لیکن چونکہ بچے کی عادات بھی اسی قسم کی ہیں
جس میں عقل و شعور کام نہیں کرتا ۔ جب آپ عقل و شعور سے ذرا اپنے آپ کو
دور کرکے بچے کے سامنے زبان نکالتے ہیںاس کو چڑاتے ہیںتو بچہ بھی خوش ہوتا
ہے۔سوال یہ ہے کہ بچے ان حرکات سے خوش کیوں ہوتا ہے؟ کیوں خوش ہوتا
ہے بچہ؟آپ ہنسیں وہ بچہ بھی ہنس پڑے گا۔آپ زبان نکالیں بچہ بھی زبان
نکالنے لگے گا۔آپ یوں یوں کریں بچہ بھی یوں یوں کریگا۔لیکن وہ تمام باتیں جو
عقل و شعور کے دائرے میں نہیں آتیںجب آپ وہ سب کرتے ہیں تو بچہ خوش ہوتا
ہے۔اور بچہ نقلیں بھی اتارتا ہے۔کیوں ایسا کیوں ہوتا ہے؟اس کا سیدھا سا
جواب آپ کے پاس یہی ہوگا کہ بچہ ایک صاف ستھرے ذہن کا مالک ہوتا ہے۔
اس کا پتہ ہی نہیں کہ زبان نکالنا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔اس کو پتہ ہی
نہیں کہ نقل اتارنے سے کوئی دوسرا آدمی ناخوش بھی ہوسکتا ہے۔وہ آپ کی
نقالی سے خوش ہوتا ہے۔اور آپ اسی بچے کے سامنے فلسفہ بیان کرنا شروع
کردیںاس کو پتہ ہی نہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ انسان
کی ساخت میںاللہ تعالیٰ نے یہ بات رکھ دی ہے کہ آدمی جب آدمی کی ذہنی
ترقی کی مناسبت سے کوئی بات کرتا ہے تو اس کو سمجھ میں آتی ہے اور وہ
خوش ہوتا ہے۔میرے مرشد کریم حضور قلندر بابا اولیاء فرمایا کرتے تھے کہ ایک
چالیس سال کا آدمی ایک کسان ہے کھیتی باڑی کرتا ہے اس کو زمین کے بارے
میں اتنی کچھ معلومات ہیں کہ آپ کو صفر کے برابر بھی اتنی معلومات حاصل
نہیں ہے۔آپ اس کے سامنے جاکر سائنس کی باتیں شروع کردیں۔ وہ چالیس

سالہ آدمی کیا کرے گا۔ اس کے تاثرات کیا ہوں گے۔کیا ہوں گے تاثرات اس کے؟
جی؟ کیا تاثرات ہوں گے؟ جی؟ وہ بے وقوفوں کی طرح آپ کو دیکھے گا۔آپ بے
وقوفی کی بات نہیں کررہے سائنس کی بات کررہے ہیں۔ذہانت کی بات کر رہے
ہیں۔ ایسی ذہانت کی بات جو ہزاروں لاکھوں آدمیوں میں کوئی ایک کرے گا۔
لیکن وہ کسان آپ کی بات سن کر کیا تاثر قائم کرے گا؟ وہ آپ کو بے وقوف
سمجھے گا کہ کہ پتہ نہیں کیا بے وقوفی کی باتیں کررہا ہے اتنی دیر سے۔لیکن
اسی کسان کے سامنے آپ زمین کے بارے میں بات کرنا شروع کردیںکہ بھئی کالی
مٹی ہوتی ہے اس کی یہ خصوصیت ہوتی ہے ، ایک بھوری مٹی ہوتی ہے اس
کی یہ خصوصیت ہوتی ہے ۔ بھئی چکنی مٹی ہوتی ہے اس کی یہ خصوصیت
ہوتی ہے۔ بھئی پتھریلی مٹی ہوتی ہے اس کی یہ خصوصیت ہوتی ہے۔بھئی
کسی مٹی میں ریت زیادہ ہوتا ہے اس کی یہ خصوصیت ہوتی ہے۔اب وہ کسان
آپ کے بارے میں کیا رائے تصور کرے گا؟وہ کسان آپ کے بارے میں یہ تاثر قائم
کرے گا یہ تو بڑا ہی ذہین آدمی ہے بڑا ہی عقل مند آدمی ہے۔اس کو تو اتنی
بات پتہ ہے کہ زرد مٹی کی کیا خصوصیت ہے ۔ سرخ مٹی کی کیا خصوصیت
ہے۔بھوری مٹی کی کیا خصوصیت ہے ۔ چکنی مٹی کی کیا خصوصیت ہے ۔
پتھریلی مٹی کی کیا خصوصیت ہے۔اسی طرح جب بچے کے سامنے آپ کھڑے ہوں
گے اور اس کے سامنے زبان نکالیں گے پہلے تو وہ یہ دیکھے گا یہ کر کیا رہے ہیں۔
پھر وہ خوش ہوگا۔پھر وہ خود بھی زبان نکالنا شروع کردے گا۔وہ زبان نکالنا جو
ہے وہ معیوب بات ہے ۔ مثلاً اگر میں زبان نکالنا شروع کردوںتو کہیں گے یہ
عجیب بے وقوف آدمی ہے لاحول ولا قوة... بوڑھا آدمی ہوکر اسّی سال کا زبان
نکالتا ہے!یہ آدمی ہے کوئی۔ لیکن اگر وہ بچہ چار مہینے کا یہ چھ مہینے کا زبان
نکالے گاتو آپ کے کیاتاثرات ہوں گے؟ آپ خوش ہوں گے۔اور آپ خود بھی زبان
نکالنا شروع کردیںگے۔تو سوال یہ ہے کہ آپ تو اسّی سال کے بوڑھے آدمی ہیں یا
تیس سال کے جوان ہیںبچے جب زبان نکالتے ہیں توآپ کیوں زبان نکالتے ہیں؟اور
جب زبان آپ نکالتے ہیں تو بڑے آدمیوںکے سامنے کیوں نہیں زبان نکالتے؟ بھئی
شادی میں گئے آپ وہاں بہت سارے لوگ ہیں ایس ایس کرکے آپ زبان نکالیں گے کیا
ہوگا؟کہیں گے پاگل ہوگیا دماغ خراب ہوگیا ہے۔لیکن یہی زبان جب آپ بچے کے
سامنے نکالتے ہیںتو آپ بھی خوش ہوتے ہیں اور ارد گرد جو پاس لوگ ہوتے ہیں
وہ بھی خوش ہوتے ہیں۔امابھی خوش ہوتی ہے۔ دادی بھی خوش ہوتی ہے۔
ابا بھی خوش ہوتے ہیں۔ پھر بچے بھی آپ کی نقل میں زبان نکالتا ہے ۔ پھر اور
سب خوش ہوتے ہیں۔یہ سوال ہے کہ آپ بڑوں کے سامنے زبان کیوں نہیں
نکالتے؟ اور ایک پانچ مہینے چھ مہینے کے بچے کے سامنے زبان کیوں نکالتے ہیں؟
ایک سوال ہے سوال تو کوئی بھی ہوسکتا ہے۔کیوں نکالتے ہیں آپ؟ بھئی سبھی
نکالتے ہیں ناں؟ اب میں جاتا ہوں وہ شاہ عالم کا وہ بچہ ہے وہ اس کو پتہ چل
گیاکہ میںزبان جب وہ نکالتا ہے تو چلو اندر کرو ۔ میں جب جاتا ہوں تو وہ ضرور
نکالتا ہے۔پھر کہتا ہوں اندر... اندر کرو۔ پھر یوں کرلیتا ہے۔تھوڑی دیر بعد پھر

زبان نکالتا ہے۔مطلب یہ کہ کیا مطلب ہوا اس کا؟ بتائیں آپ۔ اس کا مطلب یہ
ہوا کہ ہر انسان کے اندر شعوری سطحیں الگ الگ ہیں۔ایک سطح شعور کی یہ
ہے کہ جس میں عقل کارفرما ہے۔جس میں سنجیدگی کارفرما ہے۔جس میں
اخلاقیات شامل ہیں۔اور دوسری سطح یہ ہے کہ اس میں نہ اخلاقیات زیر بحث
آتی ہے ۔ نہ عقل زیر بحث آتی ہے۔ نہ یہ بات زیر بحث آتی ہے کہ آپ اسّی
سال کے ہیں تو لوگ دیکھیں گے تو کیا کہیں گے۔ پھر اور مزید اس کی تفصیل
...۔ اس کا کیا مطلب ہوا؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر انسان کی زندگی میں
شعور اور لاشعور کام کرتا ہے۔جیسے جیسے ہماری عمر بڑھتی ہے ہمارے شعور
کی سطح بڑھ جاتی ہے۔میں اس بات کا احساس ہوجاتا ہے ہمارے اوپر ایک
عقل کا خول آجاتا ہے کہ یہ زبان نکالنا بری بات ہے۔اگر ہم لوگوں کے سامنے
زبان نکالیں گے وہ کہیں گے کیا بے وقوف آدمی ہے یہ زبان نکال رہا ہے اس کو
عقل ہی نہیں ہے اسے تو تمیز ہی نہیں ہے۔آداب ہی نہیں ہے اس کو۔لیکن
بچے ابھی چونکہ زندگی کے نشیب و فراز سے، زندگی کے تفکرات سے ... اسے تو
پتہ نہیں زبان نکالنا کیا برا ہے میں نے کسی کو گالی دی، میں نے کسی کو برا
کہا... بھئی میری زبان ہے میں نکالتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ اب یوں کہیں گے ہم
original کہ ایک دائرہ انسان کا ایسا ہے وہ

شعور میں ہے۔جس کو ہم لاشعور بھی کہیں گے۔اور ایک زمانہ ایسا ہے جس
میں اوریجنل شعور نہیں ہے ، اس میں درجہ بندیاں ہیں۔اس میں لوگوں نے
روایات قائم کی ہوئی ہیں۔اس میں مصلحتیں شامل ہیں۔اس میں شرم و حیا
کا مسئلہ ... بتائیے اس میں زبان نکالنے میں کیا بے شرمی ہے؟ کوئی گناہ ہے؟
بھئی کیوں نہیں نکالتے؟ آپ نکالیں زبان سب۔ کیوں نہیں نکالتے بھئی؟ زندگی
میں ایک روایات کے تحت ہم نے اصول وضع کردیا ہے۔ہمارے بڑوں نے ہے اب کہنا
یہ چاہتا ہوں میں اصل میں کہ انسان جو ہے وہ مختلف خول اس کا نام ہے۔
اور وہ خول جو ہیں وہ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔خول کو کیا کہیں گے آپ انگریزی
میں؟ تو مختصر یہ خول کا نام ہے۔اب آپ غور فرمائیں بچے کی پیدائش سے لے
کر بیس سال کی جوانی تک آپ کو زندگی کا کوئی لمحہ خول کے علاوہ نظر
نہیں آئے گا۔ایک جہالت کا خول ہے۔ ایک تعلیم کا خول ہے۔ایک شرم کا خول
ہے۔ ایک بے شرمی کا خول ہے۔ایک عزت کا خول ہے۔ ایک بے عزتی کا خول
ہے۔خول کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اور خول ... بے شمال خولوں کا نام انسانی
زندگی ہے۔بات مختصر کررہا ہوں۔ اب اسی خول میں ایک معصومیت کا خو ل
ہے ، اور ایک غیر معصومیت کا خول ہے۔جتنی زیادہ غور اس میں ... خواہ
مخواہ اس کی میں نے اتنی لمبی تمہید باندھی۔ بچہ ہے چھوٹا۔ اب بچے کے اوپر
جو خول ہے اس میں مصلحت نہیں ہے۔ مصلحت شامل نہیں ہے۔اس میں
اچھائی برائی کا تصور نہیں ہے۔اچھائی اور برائی کا تصور نہ ہونے سے اس کے
اندر ایسی بات اللہ تعالیٰ نے رکھ دی ہے چونکہ اچھائی برائی کا اس کے اندر
کوئی تصور نہیں ہے وہ ہر آدمی کو اچھا لگتا ہے۔تو یہ جو ہمارے تمام یہ

سلاسل ہیں ان کی تعلیمات پر اگر غور و فکر کیا جائے ایک ہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ وہ بندے کو اچھائی اور برائی سے واقف کردیتے ہیں اور اچھائی اور برائی کا جو خول ہے اس سے واقف کردیتے ہیں۔یہی تمام سلسلے جتنے بھی سلسلے ہیں ان کی تعلیمات یہ ہیں کہ انسان کے اندر اچھائی اور برائی کا تصور پیدا ہوجاتا ہے۔اچھا اب یہ بات ... میں ختم کررہا ہوں... حیوانات ہیں، مثلاً ایک گائے ہے ایک بیل ہے۔کیا آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ گائے میں اور بیل میں عقل نہیں ہوتی؟ کہہ سکتے ہیں؟ ہیں؟ گائے اور بیل میں عقل نہیں ہے؟ کہہ سکتے ہیں آپ؟ بھئی کھانے کی عقل ہے انہیں، پینے کی عقل ہے۔شیر سے ڈر جائیں گے وہ ٹھیک ہے؟ اس کو ابا بھی ہے بیل گائے اماں بھی ہے۔اس کو گرمی سردی بھی لگتی ہے۔اس کو خطرے کا احساس بھی ہوتا ہے۔اب اس کا مطلب یہ کہ انسان اور بیل یا بکری یا کبوتر یا کوئی بھی چیز ایک خول ہے۔سب ایک خول ہیں۔ اس کو حضور قلندر بابا نے لوح و قلم میںنقطہ بھی کہا ہے۔ایک دائرہ بھی کہا ہے۔جو بھی اس کا نام رکھیں۔تو انسان اگر گائے، بیل، بھینس، بکری کے خول کی طرح ہے تو اس کی حیثیت کیا ہوگی بھائی؟ ہیں؟ گائے بیل کا خول کیا ہے؟ گائے بیل کی شادی بھی ہوتی ہے اس کے بچے بھی ہوتے ہیں۔گائے اپنے بچوں کو دودھ بھی پلاتی ہے۔ اپنے بچوں کی حفاظت بھی کرتی ہے۔ مرغی اپنے بچوں کی تربیت بھی کرتی ہے اس کو دانہ بھی کھلاتی ہے۔ سب کچھ کھلاتی ہے۔تو اگر آپ ذہنی اور جسمانی طور پر گائے کے خول کی طرح ہیںآپ کی حیثیت کیا ہے؟ ہیں جی؟ یہ کیوں نہیں کہتے کہ ہم گائے ہیں؟ یہ نہیں اچھا لگتا۔ تو اب کیا صورت ہے ؟ اللہ تعالیٰ نے انسان کو خول بنایا ہے ایک نقطہ بنایا ہے۔قرآن کہتا ہے ... ھوالذی خلقکم من نفس واحدہ... جتنے بھی نفوس یہاں پیدا ہوئے ... پرندے، چرندے، درندے ، جنات، فرشتے، انسان ، حیوانات، حشرات الارض جو بھی یہاں ہے نفس واحدہ ... ہم نے اس کو ایک خول سے بنایا ہے۔اور اس خول میں زندگی پوری کرنے کے لئے جتنے تقاضے ہونے چاہئیے تھے وہ سب اس کے اندر آگئے۔ اب کیا بات ہوئی کہ انسان اور حیوان برابر برابر ہوئے یا الگ الگ ہوئے؟ ہیں؟ اچھا یہ تو انسانوں کی بات ہوگئی۔ حیوانوں کی بات ہوگئی،وہ تو چلتے بھی ہیں، پھرتے بھی ہیں شادی بیاہ بھی کرتے ہیںبچے بھی ہوتے ہیں ان کے۔ گائے اپنے بچوں کو دودھ بھی پلاتی ہے۔مرغی اپنے بچوں کی حفاظت بھی کرتی ہے۔وہاں تو بڑی عجیب کہانی ہے۔پہاڑ ... پہاڑ ... جب اللہ تعالیٰ نے امانت پیش کی ... ان عرضنا الامانت ...ہم نے جب اپنی امانت آسمانوں کو پیش کی ، زمینوں کو پیش کی،پہاڑوں کو پیش کی۔ تو زمین کو امانت پیش کرنے کا کیا مطلب ہوا؟ مٹی کو امانت پیش کی؟زمین کی تمام مخلوقات کو امانت پیش کی۔پہاڑ کو امانت پیش کی۔یہ پڑھا ہے ناں آپ نے؟ اچھا سب نے کہا ... نے یہ بڑی بھاری ذمہ داری ہے۔ ہم اس کے اہل ہی نہیں ہیں۔ ہمارے اندر تو سکت ہی نہیں ہے کہ ہم اس کو اٹھاسکیں۔ سماوات ... اب سماوات میں جتنی بھی مخلوقات ہیں۔ سماوات والارض ... زمین میں جتنی مخلوقات ہیں۔ اس میں چیونٹی بھی آگئی۔ جبال ...

پہاڑ آگئے ۔ پہاڑ ... پہاڑ تو دیکھے ہوں گے آپ نے۔تو جب اللہ تعالیٰ نے امانت
پیش کی پہاڑ کے اوپر اور پہاڑ نے یہ کہا نے صاحب ! میرے اندر نہ اتنی استطاعت
ہے نہ اتنی سکت ہے، نہ اتنی صلاحیت ہے میں یہ امانت نہیں اٹھاسکتا۔اس کا
کیا مطلب ہوا؟ اس کا مطلب کیا ہوا؟ کہ جس طرح مجھے شعور ہے انکار یا
اقرار کا اس طرح پہاڑوںکو بھی شعور حاصل ہے۔بظاہر تو پہاڑ ...ہ میرا خیال
ہے نماز کا وقت ہوگیا ہے ؟ تو پہاڑ کو بھی شعور حاصل ہے۔اب میں یہ کہنا
چاہتا ہوں یہ آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ میں خود بھی اپنے آپ سے سوال کرنا
چاہتا ہوںایک کنکری ہے وہ تو پہاڑ سے بنی ہے ناں؟ پہاڑ سے ہی کنکریاں بنتی
ہیں۔اس کو بھی شعور حاصل ہے۔اور یہ جو بڑے بڑے پہاڑ ہیں انہیں بھی شعور
تو یہ جو اللہ تعالیٰ کے جو دوست ہیں جو بندے ہیںاس کا خلاصہ یہ حاصل ہیں۔
ہوا کہ انسان اور حیوانات میںیا انسان اور حیوانات کی زندگی گزارنے میں۔ یا
انسان اور حیوانات کی پیدائش میں۔ یا انسان اور حیوانات کی خواہشات
میںکوئی فرق ہمیں نظر نہیں آتا۔اگر فرق ہے قرآن پاک کے ارشاد کے مطابق وہ
یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی امانت پیش کی ساری کائنات کو پیش کی اپنی
امانت۔کائنات میں جتنے بھی افراد تھے یا جتنی بھی نوعیں تھیں اس میں فرشتے،
جنات ، انسان ، پہاڑ، سماوات،ارض جتنی بھی چیزیں سب نے انکار کردیا کہ
صاحب کہ ہم اس قابل نہیں ہیں کہ ہم اس امانت کو قبول کرکے اس کا حق
پورا کرسکیں۔انسان ایک ایسی مخلوق ہے کہ جس نے اللہ کی اس امانت کو
قبول کرلیا۔وہ امانت کیا ہے ؟ اس امانت کی نشاندہی ہمارے بزرگوں نے کی
ہے۔حضور پاک ﷺ کی احادیث میں اس امانت کی وضاحت ہے۔قرآن پاک میں اس
امانت کے حوالے سے بڑی تفصیلی اللہ تعالیٰ کے ارشادات ہیں۔ حضور قلندر بابا
اولیا کی تعلیمات میں اس امانت کا تفصیلاً ذکر ہے۔کتاب لوح و قلم میں تو اس
کی بہت ہی زیادہ تشریح کی گئی ہے۔حضور قلندر بابا اولیا کا جو ایک مقام
ہے ۔ وہ ان لوگوں میں ان کا شمار ہوتا ہے جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی
امانت ... ہے ناں ہم نے اپنی امانت پیش کی سماوات کو ، زمین کو ، پہاڑوں کو
سب نے انکار کردیا کہ ہم اس کو نہیں اٹھاسکتے اور اس امانت کا حق ہم پورا
نہیں کرسکتے۔لیکن انسان نے اس امانت کو قبول کرلیا۔اب اس انسانوں میں
ہی ظاہر ہے ناں پیدا ہوتے ہیں اس امانت کو قبول کرنے والے گروہ میں ... اس
گروہ میں ایک بڑا نام حضورپاک ﷺ کی وراثت یافتہ لوگوں میںنمایاں نام حضور
قلندر بابا اولیا کا ہے۔ہم لوگ جو یہاں جمع ہوتے ہیںحضو ر قلندر بابا اولیا کے
نام پر ہمارا منشاء یہ بھی ہوتا ہے کہ برکت حاصل ہوگی۔ یہ بھی ہوتاہے کہ
ایک بزرگ کی خدمت میں ہم لوگ حاضر ہوں گے ۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ
ہمیں حضور قلندر بابا اولیا کے ارد گرد اس لئے جمع ہونا ہے کہ حضور قلندر بابا
اولیا اس امانت کے وارث ہیںجس امانت کو تمام کائنات نے یہ کہہ کر انسان کے
علاوہ یہ کہہ کر انکار کردیا کہ ہم اس کے متحمل نہیں ہوسکتے۔حضور قلندر
بابااولیا کی بڑائی یا حضور قلندر بابااولیا کا اعزاز یہ ہے کہ حضور قلندر بابااولیا

سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں... علوم کے وارث ہیں۔بلاشبہ یہ
ہمارے لئے بڑی سعادت ہے کہ ہم ان کے عرس کی تقریبات میںنہ صرف یہ کہ
شریک ہوتے ہیںبلکہ جسمانی محنت کے ساتھ ، پیسے کے ساتھ ، باتوں کے ساتھ
اس عرس میں اپنا حصہ ڈالتے ہیں۔یہ ہماری بڑی خوش نصیبی ہے کہ اللہ
تعالیٰ نے ہمیں ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا۔ ایک چھت کے نیچے جمع کیا۔ایک سایہ
دار درخت کے نیچے جمع کیا۔اور وہ بڑا نام حضور قلندر بابااولیا کا ہے۔انشاء اللہ
عرس کی تقریبات شروع ہورہی ہیں۔ آپ سب لوگ اس میں نہ صرف یہ کہ
شریک ہوں گے بلکہ اس میں حصہ لے رہے ہیں دامے درمے قدمے سخنے ۔ ہر
اعتبار سے آپ حضور قلندر بابااولیا کے عرس کی تقریبات میں حصہ لے رہے ہیں۔
بلاشبہ آپ لوگ سعید روحیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہم لوگوں کے اوپر بڑا انعام ہے
کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بہت ہی محبوب دوست حضور قلندر بابااولیا کی تعلیمات
کو پھیلانے کے سلسلے میںجمع ہوتے ہیںاور ان تعلیمات کو سیکھنے کے لئے دور دراز
ملکوں سے ، پاکستان سے ، برطانیہ سے، امریکہ سے، روس سے جہاں جہاں سے
بھی لوگ آتے ہیں۔ ہمارا نصیب ہے ہمارا مقدر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں
میزبانی کے لئے منتخب کیا ہے۔اللہ کے دوست حضور قلندر بابااولیا کی مہمانوں
کی میزبانی کا ہمیں شرف حاصل ہے۔ بلاشبہ بہت بڑی بات ہے بہت بڑی
سعادت ہے۔بس میں نے یہی معروضات پیش کرنی تھیں کہ حضور قلندر بابااولیا
کی جو تعلیمات ہیں، حضور قلندر بابااولیا کا مشن ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
انسان کو جو امانت سپرد کی ہے ہم اس امانت کو ڈھونڈیں، تلاش کریں اور
اسے سیکھیں۔اگر کوئی انسان اس امانت سے واقف نہیں ہے ۔ اگر کوئی انسان
اس امانت کو حاصل کرنے کے لئے جدوجہد نہیں کرتا تو اس کی پوزیشن جانوروں
سے ہٹ کر ہرگز کچھ نہیں ہے۔انسان کی اگر کوئی پوزیشن ہے وہ یہی ہے ...
ان عرضنا الامانت علی السماوات والارض والجبال ......انہ کان ظلوما جہولاً...
کہ ہم نے اپنی امانت پیش کی سماوات پر، زمین پر،پہاڑوں پر سب نے یہی کہا
کہ اس امانت کے ہم متحمل نہیں ہوسکتے ۔ اگر ہم نے یہ امانت قبول کرلی ۔
ہم نے یہ امانت اٹھالی تو ہم ریزہ ریزہ ہوجائیں گے۔واشفقنا منها ... ٹکڑے ٹکڑے
ہوجائیں گے۔ ریزہ ہوجائیں گے بالکل ریزہ ریزہ ہوجائیں گے۔ آسمان ریزہ ریزہ
ہوجائے گا، زمین ریزہ ریزہ ہوجائے گی۔زمین ریزہ ریزہ ہونے کا مطلب یہ ہے
کہ زمین کے اندر جتنی مخلوقات ہیں سب مٹ جائیں گی راکھ ہوجائیں گی۔پہاڑ
اتنی سخت چیز ہے وہ ریزہ ریزہ ہوجائے گا۔و حملنا الانسان ... اور انسان نے
اس امانت کو اٹھالیا۔اب انسان کی جو فضیلت ہے وہ یہ نہیں ہے کہ اس کو
عقل ہے یا اس کے دو ہاتھ ہیں۔ بھئی اگر آپ کے دو ہاتھ ہیں تو گائے کے تو
چار ہاتھ ہیں۔اگر آپ اپنے بچوں کو دودھ پلاتی ہیں تو گائے بھی اپنے بچوں کو
دودھ پلاتی ہے۔انسان کے تو ایک بچہ ہوتا ہے تو کتے کے تو آٹھ آٹھ بچے ہوتے
ہیں۔تو بچے پیدا کرنے میں فضیلت کس کی ہوئی؟ انسان کی کتیا کی؟ دودھ وہ
بھی پلاتی ہے دودھ ماں بھی پلاتی ہے۔یہ فضیلت نہیں ہے۔ انسان کی فضیلت

یہ ہے کہ ...و حملنا الانسان ... انسان نے وہ امانت اٹھائی ہے ۔ انہ کان ظلوماً
جھولاً ... اس نے امانت کو اٹھالی ہے۔ اب اگر یہ امانت سے واقف نہیں ہوتا ۔
اگر یہ علم نہیں سیکھتا۔انہ کان ظلوماً جھولاً ...یہ ظالم ہے اور جاہل ہے۔تو
حضور قلندر بابا اولیاء اللہ تعالیٰ کی اس امانت کے امین ہیں۔جس امانت کو
آسمانوں نے ، زمین نے ، درختوں نے، پہاڑوں نے یہ کہہ کر انکار کردیا تھا کہ ہم
... واشفقنا منھا ... ریزہ ریزہ ہوجائیں گے ... ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں گے۔ہم تو اس
کی استطاعت ہی نہیں رکھتے۔... واشفقنا منھا ... ریزہ ریزہ ہوجائیں گے ...
ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں گے۔ ...و حملنا الانسان ... انسان نے اس کو اٹھالیا۔ حضور
قلندر بابا اولیائ اس امانت کے امین ہیں جس کو کائنات میں کوئی مخلوق نہیں
اٹھاسکی۔اب یہ ہماری بہت بڑی خوش نصیبی ہے ۔ ہمارے لئے سعادت ہے کہ
ہم ایسے سایہ دار شجر کے نیچے اللہ تعالیٰ نے ہمیں جمع کردیا ہے کہ جو اللہ
کی امانت کا امین ہے ۔ اب اگر ہم خوش بخت اولاد ہیں ۔ اگر ہم سعادت مند
اولاد ہیں۔ہمارے اوپر یہ فرض عائد ہوتاہے کہ ہم حضور قلندر بابا سے وہ تعلیمات
حاصل کریں سیکھیں۔دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے بزرگوں کے لئے لوگ جمع
ہوتے ہیں۔ہم میزبان ہیں۔چونکہ ہم یہاں ہیں ہم میزبان ہیں۔ہمارے اوپر یہ
دنیاوی اعتبار سے بھی ، اخلاقی اعتبار سے بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم
اپنے مہمانوں کی خاطر مدارات کریں۔ میزبانی کریں۔اور ان کا انتہائی درجہ
احترام کریں۔ دیکھئے ناں ہم تو یہاں بیٹھے ہیکوئی پشاور سے آرہا ہے ، کوئی
لندن سے آرہا ہے ، کوئی امریکہ سے آرہا ہے ۔ خرچہ کرکرکے آرہے ہیں،
تکلیفیں اٹھااٹھا کر آرہے ہیتو وہ ان کے درجہ اپنی جگہ ہے۔لیکن ہمارے اوپر یہ
ذمہ داری عائدہوتی ہے کہ ہمارے حضور قلندر بابااولیا کے مہمان تشریف لارہے
ہیہم ادب واحترام کے ساتھ ، عزت کے ساتھ ان کی خدمت کریں۔اور جو کچھ
ہم سے ہوسکے اس کے لئے ایثار کریں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے
کہ ہم حضور پاک ﷺ کے علوم کے وارث ، ابدال حق قلندر بابا اولیا کے مہمانوں
کی میزبانی کا حق پورا کرسکیں۔آمین یا رب العالمین ۔ آپ حضرات کا بہت
شکریہ۔